رسول اللہ ﷺ کی قبل از بعثت مواساتی سرگرمیاں، حلف الفضول کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

سمیرا صفدر *

کلثوم پراچہ **

Abstract

Allah Almighty (SWT) had bestowed upon the Hazart Muhammad (ﷺ) the feelings of compassion, sorrow and grief of humanity. The result of this compassion was that before the Prophethood, at a very young age, which is usually immature, He (ﷺ) participated as a vanguard in the *Ḥilf al Fudūl* to the weak and the oppressed. The Hilf ul Fudool was, in fact, the establishment of an institution of justice in this ignorant society of the Arabs, the purpose of which was to prevent the tyrants from oppressing and to support the victims. In Arabs exploitation of the weak was considered as a sign of pride and strength. There was no organized force to stop the tyrants and bring justice to the victims. Agreements were made on the basis of tribal prejudice and raising voice against the tyrants was tantamount to declaring war on the whole tribe. The establishment of such an institution against this cruel and brutal practice was of paramount importance and the participation of the Hazrat Muhammad (ﷺ) indicates that even in his youth, His blessed heart was full of sympathy for the suffering humanity and the spirit of all kinds of sacrifices for the protection of their rights.

Keywords: Justice, Humanity, Sympathy, Agreement

رسول اللہ ﷺ جملہ اعلیٰ صفات کا مظہر ہیں۔ لیکن رحمت اللعالمین ﷺ کی جو حیثیت اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں آپ ﷺ کیلیے بیان فرمائی :

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ " [1]

”اور (اے رسولِ محتشم ﷺ!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔“

---

* لیکچرار، شعبہ علومِ اسلامیہ، خواتین یونیورسٹی، ملتان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، خواتین یونیورسٹی، ملتان۔

[1] الأنبیاء: ۱۰۷

یہ صفت تمام صفات پر غالب تھی۔ قبل از نبوت بھی آپ ﷺ کی شخصیت مبارکہ میں تمام اعلیٰ صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔

آپ ﷺ عرب کے جاہلی معاشرے میں صادق، امین، عادل، سخی باحیا جیسے ناموں سے مشہور تھے۔ جیسا کہ حضرت خدیجہؓ کے ان الفاظ سے بھی واضح ہوتا ہے۔ جو انہوں نے پہلی وحی کے موقع پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے ادا فرمائے۔

"كلا والله ما يخزيك الله ابدا، إنك لتصل الرحم، وتحمل الكل، وتكسب المعدوم، وتقري الضيف، وتعين على نوائب الحق"[2]

''اللہ کی قسم! آپ ﷺ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔''

جس طرح بعد از نبوت رحمت اللعالمین ﷺ کی صفت تمام صفات پر غالب نظر آتی ہے۔ اور سیرت طیبہ ﷺ کے واقعات اس پر گواہ ہیں۔ بالکل اسی طرح قبل از بعثت کی حیات مبارکہ میں بھی یہی صفت غالب ہے۔ ہمدردی، غمگساری اور غمخواری رحمت اللعالمینی ہی کے پہلو ہیں۔

عنفوان شباب میں حلف الفضول میں آپ ﷺ کی شمولیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نوعمری میں بھی آپ ﷺ کا قلب مبارک مظلوم انسانیت کی ہمدردی و غمگساری سے معمور تھا۔ اور آپ ﷺ نے اس طبقے کی فلاح و بہبود کیلئے عملی اقدامات بھی فرمائے۔ اور مزید آپ ﷺ کی مظلوموں کی حمایت کے لیے کیے جانے والے معاہدے میں شرکت اس بات کی بھی غمازی کرتی ہے کہ مستقبل میں آپ ﷺ کو بعد از نبوت جس عالمگیر سطح پر مظلوموں اور محکوم و محروم افراد کی حمایت کا فریضہ سرانجام دینا تھا اور طاغوتی طاقتوں کا قلع قمع کرنا تھا اس کے لیے کم عمری میں ہی تیار کیا جا رہا تھا۔

مواسات کا معنی و مفہوم/مواسات کا لغوی مفہوم:

لسان العرب میں "مواسات" کا مادہ ان اوزان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

---

[2]-البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، **الجامع الصحیح**، (دارالطوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۱: ۷، حدیث: ۳

وأَسا بَيْنَهُمْ أَسْواً: أَصْلَح. وَيُقَالُ: أَسَوْتُ الجُرْحَ فأَنا آسُوه أَسْواً إِذَا دَاوَيْتَهُ وأَصلحته، وأَسِيتُ عَلَيْهِ أَسىً: حَزِنْت. وأَسِيَ عَلَى مُصِيبَتِهِ، بِالْكَسْرِ، يَأْسَى أَسًى، مَقْصُورٌ،إِذَا حَزِن والأُسْوَةُ والإِسْوَةُ: القُدْوة - والتَّأْسِيَة: التَّعْزِيَةُ. أسَّيْته تَأْسِيةً أَي عَزَّيته[3]

"أَساء، لوگوں کے درمیان صلح کرواناہے" کہا جاتا ہے کہ میں نے زخم کا علاج کیا" آسُوه أَسْواً "جب آپ دوا کریں یا اصلاح کریں۔

"وأَسِيتُ عَلَيْهِ أَسىً "میں اس پر غمگین ہوا، اسیَ اس کی مصیبت پر غمگین ہوا، أَسىً اس کی مصیبت پر غمگین ہوا(زر کے ساتھ) اگر زبر کے ساتھ ہوتو ي"أَسَى أَسًى" ہے جب وہ غمگین ہوا۔

"والأُسْوَةُ والإِسْوَةُ "پیروی کے معنی میں آتاہے۔

والتَّأْسِيَة کا مطلب تقویت دیناہے، میں نے اسے تقویت دی أَسَّيْته اسوقت کہا جاتا ہے جب کسی کو کسی کی پیروی کا کہا جائے۔

مواسات کا اصطلاحی مفہوم:

مواسات کا لفظ اپنے اندر ایک وسیع مفہوم سمیٹے ہوئے ہے، عربی لغت میں اس کے مفہوم کے حوالے سے کچھ محدود معنی بیان کیے گئے ہیں لیکن اگر اس کا اصطلاحی معنی دیکھا جائے تو لفظ کے وسعت اور گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔ التعریفات میں میں امام جرجانی نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"المواساة: أن ينزل غيره منزلة نفسه في النفع له والدفع عنه، والإيثار: أن يقدم غيره على نفسه فيهما، وهو النهاية في الأخوة."[4]

''مواسات کے معنی کسی کو اس کی منزلت سے زیادہ قدر و نفع پہچانا اور اس کا دفاع کرنا، اس کا مطلب ایثار بھی ہے: یعنی کسی کو اپنے نفس پر مقدم رکھنا، یہ اخوت کی انتہاء ہے۔''

اس تعریف میں مواسات کو اخوت و نفع دینے سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کا ایک مطلب کسی پر احسان کرنا بھی لے سکتے ہیں۔

---

[3] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ)، ۱۴: ۳۵

[4] الجرجاني، علي بن محمد بن علي الزين الشريف، **کتاب التعریفات**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ)، ۲۳۶

حلف کا معنی و مفہوم / حلف کا لغوی مفہوم:

حَلَفْ، حَلْفُ حَلِفُ: دو لغتیں ہیں: ایک قسم حلف ہے کہا جاتا ہے کہ میں نے اللہ کی قسم کھائی۔ اللہ کی قسم کھانا۔ یعنی قسم، قسم اُٹھانے والا، کھانا[5]

حلف ح کے زبر کے ساتھ اور ل کے سکون کے ساتھ مصدر ہے حلف قسم۔[6]

حَلْفَ۔ یَحْلِفْ حَلْفاً۔ زیر کے ساتھ حَلِف۔ کَتِف۔ومَحْلوف کہا جاتا ہے کہ وہ مدّ کے ساتھ ومَحْلوفَةً باللہِ ۔اللہ کی قسم کھانا۔ یعنی أحْلِفُ مَحْلوفَةً ۔یعنی قسم کھانا:اأحْلوفَةُ ۔ حِلْف۔ زیر کے ساتھ۔ قوم کے ساتھ معاہدہ کرنا: والصَّداقَةُ، والصَّديقُ [7]

حَلَفَ۔ حَلَفَ یعنی قسم کھانا۔ یَحْلِفُ حلفا،محلوفا۔ یہ مصدر سے نکلا ہے۔ مفعول کے وزن پر ہے جیسے مجلود،معقول اورمیسور اور معسور کے وزن پر ہے۔

وأحلفته ۔ میں نے حلف اٹھایا۔ وحَلّفْتُهُ واسْتَحْلَفْتُهُ ۔ یہ سب صیغے ایک وزن پر ہیں۔

حِلْفُ ۔ زیر کے ساتھ: وہ معاہدہ جو قوم کے درمیان ہوتا ہے حالَفَهُ کا معنی اُس نے اُس کے ساتھ عہد کیا ۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے قریش اور انصار کے ساتھ معاہدہ کروایا۔ یعنی ان کے درمیان اخوت کروائی۔ کیونکہ اسلام میں کوئی معاہدہ نہیں۔[8]

حلف کا اصطلاحی مفہوم:

الْحِلْفُ لُغَةً الْعَهْدُ، وَقَدْ حَالَفَ فُلاَنٌ فُلاَنا إِذَاعَاهَدَهُ وَعَاقَدَهُ .فَهُوَحَلِيفُهُ،وَتَحَالَفُواأَي تَعَاهَدُوا،وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ :حَالَفَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالأَ نْصَارِ فِي دَارِي أَيْ آخَى بَيْنَهُمْ-

---

[5] أبي عبد الرحمن الخليل بن أحمد الفراهيدي ،**كتاب العين**،(**دار ومكتبة الهلال**)،٣: ٢٣١

[6] محمد رواس قلعجي،حامد صادق قنيبي ،**معجم لغة الفقهاء**،(دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع،١٤٠٨ ھ)، ٨٥

[7] مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى ،**القاموس المحيط**،(بيروت: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع،١٤٢٦ھ)،٨٠١

[8] الفارابي ،أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري، **الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**،(بيروت:دارالعلم للملايين، ١٤٠٧ھ)،٤: ١٣٤٦

وَقَال ابْنُ الأُثِيرِ: أَصْل الْحِلْفِ الْمُعَاقَدَةُ وَالْمُعَاهَدَةُ عَلَى التَّنَاصُرِ وَالتَّسَاعُدِ وَالاِتِّفَاقِ، وَقَال ابْنُ سِيدَهْ: سُمِّيَ الْحِلْفُ حِلْفًا لأَنَّهُ لاَ يُعْقَدُ إِلاَّ بِالْحِلِفِ، أَيْ يُؤَكَّدُ بِالأَيْمَانِ[9].

لغت میں حِلف کا معنی عہد ہے، کہا جاتا ہے: قد حَالَفَ فُلاَنٌ فُلاَنا " فلاں نے فلاں کے ساتھ عہد کیا، تو وہ شخص اس کا حلیف ہے، "تَحَالَفُوا" یعنی باہم معاہدہ کیا، حضرت انسؓ نے حدیث روایت کی ہے:

"حالف رسول الله صلى الله عليه وسلم بين قريش والأنصار في داره"[10]

رسول اللہ ﷺ نے قریش اور انصار کے رمیان میرے گھر میں معاہدہ کرایا یعنی باہم مواخات قائم فرمائی۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ "حلف" اصل میں باہم تعاون و تناصر اور اتحاد و اتفاق کا معاہدہ ہے ابن سیدہ نے کہا ہے کہ "حلف کا نام حلف اس لئے رکھا گیا کہ قسم کے بغیر معاہدہ نہیں کیا جاتا ہے یعنی اس کو یمین کے ذریعہ مؤکد کیا جاتا ہے۔[11]

حلف الفضول (اسباب و محرکات):

عربوں میں اتحاد و تعاون باہمی ہمدردی کی بنیاد قبائلی عصبیت پر تھی اور حق و باطل کا پیمانہ یہی تھا، ظالم اور مظلوم میں فرق کئے بغیر ان کی تمام توانائیاں صرف قبائل کی عزت و ناموس پر صرف ہوتی تھیں، لہٰذا اس قسم کے ماحول میں قبائلی عصبیت کو نظر انداز کر کے محض حق کے دفاع اور مظلوم کی حمایت کے لئے کوئی معاہدہ کرنا بلا مبالغہ بہت اہمیت کا حامل تھا۔

قبل از اسلام عربوں کی جنگوں کا کوئی اعلی وارفع مقصد نہیں ہوتا تھا۔ معمولی اسباب کی بنیاد پر لڑی جانے والی بے مقصد جنگیں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع کے علاوہ کچھ نہیں تھیں۔ لہذا حرب فجار جو کہ محترم مہینوں میں

---

[9] **الموسوعة الفقهية الكويتية،(الكويت:** وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية،١٤٠٤ - ١٤٢٧ ھ)،١٨: ٨٤

[10] النيسابوري ، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، **المسند الصحيح المختصر**،(بيروت:دار إحياء التراث العربي)، **٤: ١٩٦٠،حدیث:٢٥٢٩**

[11] **الموسوعة الفقهية الكويتية،١٨ : ٨٤**

لڑی گئی۔ مکہ مکرمہ کے باشعور اور سلیم الفطرت اشخاص کیلئے تکلیف دہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بڑے تایا زبیر بن عبد المطلب جو کہ نہ صرف قبیلے کے سردار تھے۔[12]

بلکہ حرب فجار میں مکہ کی ملٹری کونسل میں اہم کردار ادا کر چکے تھے۔[13] اور حربِ فجار میں قبیلہ بنو ہاشم کے قائد بھی تھے۔[14]

انہوں نے جنگ کے خاتمے پر ایک معاہدہ منشور اور قانون بنایا۔

اصل میں یہ کمزوروں اور مظلوموں کی مدد کیلئے ایک معاہدہ تھا جس کے اراکین نے معاہدہ طے کرتے وقت قسم کھائی۔

حلف الفضول کے قیام کی غرض و غایت کو واضح کرتے ہوئے ابن ہشام نے لکھا ہے۔ کہ قریش کے بعض قبائل جن میں بنی ہاشم، بنی مطلب بنی اسد بن عبد العزیٰ، بنی زہرہ بن کلاب[15] اور مکہ کے اتحادی قبائل کا ایک گروہ احابیش[16] بھی شامل تھے۔ ایک حلف کی غرض سے عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے کیونکہ یہ شخص عمر میں پختہ اور عزت و شرف میں ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔

اس حلف کا مقصد مکہ مکرمہ کی حدود میں موجود ہر اس مظلوم کی حمایت اور مدد کرنا تھا۔ جو خواہ مکہ کا رہائشی ہو یا کہیں باہر سے آیا ہوا اجنبی ہو اور ظالم کا اس وقت تک مقابلہ کرنا تھا جب تک کہ وہ مظلوم کو اس کا حق واپس نہ کر دے۔[17]

---

[12] بغدادی، علامہ ابی جعفر محمد ابن حبیب، ، **کتاب المحبر**، مترجم: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، (کراچی: قرطاس پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز، دسمبر ۲۰۱۹ء)، ۱۳۵

[13] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، **پیغمبر اسلام ﷺ**، مترجم: پروفیسر خالد پرویز، (لاہور: بیکن بکس، اُردو بازار لاہور، ۲۰۰۵ء)، ۶۴

[14] محمد یسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، **آرٹیکل مجم نبوی ﷺ زبیر بن عبد المطلب اور سیرتِ نبوی ﷺ**، (علی گڑھ: سہ ماہی تحقیقات اسلامی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۶ء)، ۱۵: ۲۷-۶۰، ش ۱۳، بحوالہ رضی الاسلام ندوی، ڈاکٹر، **سیرتِ نبوی ﷺ کے دریچوں سے**، (لاہور: مکتبہ قاسم العلوم، اردو بازار، س ن)، ۱۰۵

[15] ابو محمد عبد المالک بن ھشام، **سیرت ابنِ ھشام**، ، مترجم: مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی ج اوّل، سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار، س ن)، ۱: ۱۲۶

[16] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **پیغمبر اسلام ﷺ**، ۶۵

[17] **سیرت ابن ھشام**، ۱:۱۲۶

ابن ہشام کی مذکورہ روایت میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ کس قبیلے کی تحریک سے یہ تمام قبائل حلف الفضول کیلئے اکٹھے ہوئے اور نہ ہی اس بات کی صراحت موجود ہے کہ اس واقعہ کا پس منظر کیا تھا۔ امام سہیلی حلف الفضول کے محرکات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

سب سے پہلے زبیر بن عبد المطلب نے اس کی تحریک چلائی اور مختلف قریشی قبائل کو اس کی طرف دعوت دی۔

نیز اس کے پس منظر میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ قبیلہ زبید کا ایک شخص اپنا ساز و سامان لے کر مکہ مکرمہ آیا اور عاص بن وائل نے جو کہ مکہ کا ایک رئیس تھا اس مذکورہ شخص سے سامان تجارت خرید لیا۔ لیکن معاوضہ ادا کرنے سے انکار کر دیا اس زبیدی تاجر نے عاص بن وائل کے حلیف قبائل سے فریاد کی اور مدد مانگی، ان قبائل میں عبد الدار، مخزوم، جمح، سہم اور عدی بن کعب شامل تھے۔ ان مذکورہ حلیف قبائل نے نہ صرف یہ کہ مدد کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اس تاجر کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کی۔ چنانچہ اس شخص نے مایوس ہو کر طلوع آفتاب کے وقت جبل ابی قبیس پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فریاد کی۔

يَا آلَ فِهْرٍ لِمَظْلُومٍ بِضَاعَتُهُ بِبَطْنِ مَكَّةَ نَائِي الدَّارِ وَالنَّفَرِ

"اے فہر کی اولاد! اس مظلوم کی آواز سنو جس کا مال و متاع مکہ شہر میں ظلماً چھین لیا گیا ہے۔ وہ غریب الدیار ہے۔ وہ اپنے وطن سے دور اپنے مددگاروں سے دور ہے۔"

وَمُحْرِمٍ أَشْعَثٍ لَمْ يَقْضِ عُمْرَتَهُ يَا لَلرِّجَالِ وَبَيْنَ الْحِجْرِ وَالْحَجَرِ

وہ ابھی احرام کی حالت میں ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اس نے ابھی عمرہ بھی ادا نہیں کیا۔ اے مکہ کے رئیسو! میری فریاد سنو مجھ پر حطیم اور حجر اسود کے درمیان ظلم کیا گیا ہے۔"

إِنَّ الْحَرَامَ لِمَنْ تَمَّتْ كَرَامَتُهُ وَلَا حَرَامَ لِثَوْبِ الْفَاجِرِ الْغُدَرِ

"عزت و حرمت تو اس کی ہے۔ جس کی شرافت کامل ہو۔ جو فاجر اور دھوکہ باز ہو اس کے لباس کی تو کوئی حرمت نہیں۔"

اس وقت حرم میں قریش اپنے معمول کے مطابق اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن سوائے زبیر بن عبد المطلب کے کسی پر اس شخص کی فریاد کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

زبیر بن عبد المطلب فوراً اٹھے اور فرمایا:

"اب اس فریاد کو نظر انداز کر دینا ہمارے بس کا روگ نہیں۔"

چنانچہ زبیر بن عبد المطلب کی تحریک پر بنی ہاشم، بنی زہرہ اور بنی تیم بن مرہ، عبد اللہ بن جُدعان کے گھر حلف الفضول کیلئے جمع ہوئے۔ اس کے بعد یہ سب مل کر عاص بن وائل کے گھر گئے اور اس سے تاجر کا سامان بازیاب کروایا۔[18]

ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں حلف الفضول کے پس منظر میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ قبیلہ زبید کا ایک شخص اپنا مال لے کر مکہ آیا جو ابی العاص بن وائل نے خریدا اور اس کی بیٹی اغواء کر لی۔ اس شخص نے خانہ کعبہ کے سامنے جا کر بلند آواز سے فریاد کی۔

"اے مکے کے شریف لوگو! ابی العاص نے مجھ سے میری بیٹی زبردستی چھین لی ہے۔ میں مظلوم ہوں۔ مجھ پر ظلم ہوا ہے میری بیٹی اس سے واپس دلا دو۔"

چنانچہ اس شخص کی فریاد سن کر ہاشم، امیہ، زہرہ اور مخزوم نے ابی العاص بن وائل سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ لڑکی ایک کنیز ہے۔ جو میں نے اس زبیدی سے خریدی ہے۔ اور اس کی قیمت بھی ادا کر چکا ہوں۔

اس پر زبیدی تاجر نے کہا:

"میں خانہ کعبہ کی عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ لڑکی کوئی کنیز نہیں بلکہ میری بیٹی ہے۔ جو ابی العاص نے سچ مچ اغواء کر لی ہے۔"

چنانچہ لوگوں نے ابی العاض پر دباؤ ڈال کر اس مظلوم باپ کو اس کی لڑکی واپس دلوائی۔[19]

زبیر بن عبد المطلب جو کے رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے، کی جدوجہد کے نتیجے میں بنو ہاشم،، بنو زہرہ بن کلاب، بنو عبد المطلب، بنو تیم بن مرہ، اور بنو اسد بن عبد العزیٰ، عبد اللہ بن جُدعان کے گھر متحد ہوئے اور حلف الفضول کا معاہدہ طے پایا۔[20]

---

[18] سہیلی، امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ، **الروض الانف، اردو ترجمہ شرح سیرت ابن هشام**، مترجم: علامہ ملک محمد بوستان، علامہ ذوالفقار علی، علامہ افتخار تبسم، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، جولائی ۲۰۱۷ء)، ۱: ۲۹۹-۳۰۰

[19] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، **البدایہ والنہایہ، اردو ترجمہ: تاریخ ابن کثیر**، مترجم: پروفیسر کوکب شاداب، (کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، جون ۱۹۸۷ء)، ۲: ۱۸۲

حلف الفضول حرب فجار کے بعد بعثت سے بیس سال پہلے ذوالقعدہ کے مہینے میں طے ہوا۔[21]

طبقات ابن سعد کے مطابق:

حلف الفضول قریش کی حرب فجار سے واپسی کے بعد ذوالقعدہ کے مہینے میں ہوا۔[22]

علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں:

یہ معاہدہ قریش کی حرب فجار سے واپسی کے ایک سال بعد دوبارہ میدان جنگ میں آنے لیکن جنگ کی بجائے صلح کرنے کے بعد ذوالقعدہ کے مہینے میں طے پایا۔[23]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ حلف الفضول کے پس منظر کے بارے میں لکھتے ہیں:

چوتھی حرب فجار میں قریش کے سردار زبیر بن عبد المطلب شریک ہوئے۔ چونکہ اس جنگ کا سبب معمولی بات تھی اور قتل وغارت بھی زیادہ ہوئی تھی لہٰذا قریش کے سردار زبیر بن عبد المطلب نے خاص طور پر اور قبیلہ تیم کے عبد اللہ بن جُدعان نے قریش کو جرہمی دور کے (قصی کے مکہ پر قبضہ سے پہلے) حلف الفضول کی تجدید کی طرف دعوت دی۔[24]

حلف الفضول کا واقعہ حرب فجار سے چند ہفتوں بعد پیش آیا۔[25]

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی کی رائے کے مطابق:

"اصل میں حلف الفضول مظلوموں کی دادرسی کا ایک معاہدہ تھا جو کہ حرب فجار کے پندرہ سال بعد پیش آیا اسے حرب فجار کے بعد جنگ و قتال کے خلاف معاہدہ قرار دینا درست نہیں ہے۔"[26]

---

[20] محمد بن سعد، **طبقات ابن سعد**، مترجم: علامہ عبد اللہ العمادی، (کراچی: نفیس اکیڈمی، اُردو بازار، س ن)، ۱:۱۴۸

[21] **شرح سیرت ابن ہشام**، ۱: ۲۹۹

[22] **طبقات ابن سعد**، ۱: ۱۴۷

[23] حلبی، علی بن برہان الدین، **سیرت حلبیہ اردو**، مترجم: مولانا محمد اسلم قاسمی (دارالاشاعت، کراچی، مئی ۲۰۰۹ء)، ۱: ۴۰۷, ۴۱۵-۴۱۶

[24] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، **رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی**، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۱۳ء)، ۵۲

[25] حوالہ ایضاً

[26] محمد یسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، **خطبات سرگودھا، سیرت طیبہ ﷺ کا عہد مکی**، (سرگودھا: شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، ۲۰۱۶ء)، ۷۷

محمد حسنین ھیکل کی رائے کے مطابق:

"حلف الفضول حرب فجار سے واپسی پر ہوا۔ اور اس کی وجہ قریش کا یہ احساس تھا کہ ان میں سے بعض لوگوں میں جاہ و منصب کے حصول کی ہوس اور لالچ جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو کہ کسی بھی قوم کے زوال کی پہلی علامت ہے۔ اگر اقتدار کی یہ جنگ یونہی جاری رہی تو غیر اقوام قریش پر غالب آجائیں گی۔"

چنانچہ زبیر بن عبد المطلب کی تحریک پر قریش کے تمام قبائل عبد اللہ بن جُدعان کے گھر میں جمع ہوئے۔[27]

ایک قول کے مطابق اسکی بنیاد عباسؓ اور ابو سفیانؓ نے رکھی۔[28]

حلف المطیّبین واحلاف:

قصی کے چار لڑکے تھے عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ اور عبد۔

اگرچہ عبد الدار سب سے بڑا تھا لیکن عبد مناف کو قصی کی زندگی میں ہی عزت واکرام حاصل ہو چکا تھا۔ قصی کا رجحان عبد الدار کی طرف زیادہ تھا لہذا اس نے اپنی زندگی میں ہی نہ صرف اپنا گھر دار الندوہ، جہاں قریش اپنے تمام معاملات طے کرتے تھے۔ بلکہ حجابہ ولواء وسقایہ ورفادہ بھی اس کے سپرد کر دیئے۔ قصی کے بعد بنی عبد الدار اور بنی عبد مناف میں قصی کے تفویض کردہ اختیارات کے معاملے میں تنازعہ ہو گیا۔ اور بنی عبد مناف کے بیٹوں عبد شمس، ہاشم، مطلب اور نوفل نے یہ فیصلہ کیا کہ حجابہ، لواء، سقایہ اور رفادہ کے اختیارات ان کے پاس ہونے چاہیں کیونکہ وہ اپنی قوم میں فضیلت اور برتری کی وجہ سے ان اختیارات کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ قریش میں اختلافات رونما ہو گئے اور ان کا اتفاق ختم ہو گیا ایک گروہ بنی عبد الدار کے ساتھ مل گیا ان کا خیال تھا کہ قصی کے دیئے ہوئے اختیارات میں کسی کو اختلاف رائے کا حق نہیں ہے۔

اور دوسرا گروہ بنی عبد مناف کے ساتھ مل گیا۔ ان کی رائے میں بنی عبد مناف اپنی قوم میں شرف منزلت کے لحاظ سے اعلی مقام کے حامل ہیں۔ لہذا ان اختیارات کے زیادہ حق دار ہیں۔

اس وقت بنی عبد الدار کا سردار عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار تھا اور بنو عبد مناف کا سردار عبد شمس بن عبد مناف تھا۔

---

[27] ھیکل، محمد حسنین، **حیات محمد ﷺ**، مترجم: محمد مسعود عبدہ، (لاہور: الفصیل ناشران وتاجران کتب اردو بازار س ن)، ۱۸۴

[28] **سیرتِ حلبیہ**، ۱: ۴۱۶

بنی عبد الدار کے حلیف قبائل میں بنی سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب، بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ، بنی جمح بن عمرو بن ھصیص بن کعب اور بنی عدی بن کعب شامل تھے۔ جبکہ بنی عبد مناف کے حلیفوں میں بنی تیم بن مرہ بن کعب، بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، بنی الحارث بن فہر بن مالک بن نضر اور بنی زہرہ بن کلاب شامل تھے۔ لیکن عامر بن لوی اور محارب بن فہر نے مذکورہ فریقین میں سے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ غیر جانبدار رہے۔

بنو عبد مناف نے پختہ عہد کیا کہ:

"جب تک سمندر کے پانی میں کسی اون کے ٹکڑے کو تر کرنے کی خاصیت ہے ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑے گا اور ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہ ہو گا۔"

اور پھر خوشبو سے بھرا ہوا ایک پیالہ خانہ کعبہ کے نزدیک مسجد حرام میں رکھا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ پیالہ بنی عبد مناف کی ایک عورت نے رکھا تھا۔ جبکہ امام سہیلی لکھتے ہیں کہ علامہ زبیر کی رائے کے مطابق وہ عورت ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔[29]

بنو عبد مناف اور ان کے حلیف قبائل نے اس پیالے میں ہاتھ ڈبو کر آپس میں تعاون و مدد کا پختہ عہد کیا اور اس کے بعد اپنی قسموں کو مضبوط و مستحکم کرنے کیلئے کعبۃ اللہ کو چھوا۔ اسی وجہ سے مطیبین کے نام سے شہرت پائی۔

اور بنی عبد الدار نے بھی کعبۃ اللہ کے پاس پختہ عہد کیا اور قسمیں کھائیں کہ وہ ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کریں گے اور ایک دوسرے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ یہ معاہدین "احلاف" کے نام سے مشہور ہوئے۔[30]

ایک روایت کے مطابق بنی عبد الدار نے اونٹوں کے خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا اور کہا کہ جو کوئی اس خون میں ہاتھ ڈال کر چاٹے گا ہم اسے اپنا تصور کریں گے چنانچہ ان کے حلیفوں نے اس پیالے میں ہاتھ ڈال کر چاٹے اور "لعقۃ الدم" کہلائے۔

آخر کار بنی عبد الدار اور بنی عبد مناف میں اس بات پر صلح ہو گئی کہ بنی عبد مناف کے ذمہ سقایہ ورفادہ کے عہدے ہوں اور بنی عبد الدار کے پاس حجابہ ولواء وندوہ کے عہدے رہیں۔[31]

---

[29] شرح سیرت ابن ہشام، ۱:۲۹۵

[30] سیرت ابن ہشام، ۱:۱۲۳۔۱۲۵

[31] ایضاً، ۱۲۶

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً"

"جاہلیت میں جو کچھ معاہدہ تھا۔ اسلام نے اس کے استحکام ہی کو بڑھا دیا ہے۔[32]

حلف الصلاح:

بنی سہم اور بنی زہرہ نے "حلف الصلاح" کے نام سے رضا کاروں کی ایک انجمن بنائی جس کا مقصد مکہ میں امن قائم کرنا اور مظلوموں کو ان کا حق دلوانا تھا۔ اور قریش یا احابیش نامی قبائل میں سے اس کا کوئی حلیف فتنے کا سبب بنتا یا مظلوموں کے حقوق پامال کرتا تو حلف الصلاح کے ممبران مداخلت کرتے اور حق رسانی کراتے۔[33]

حلف الفضول کی وجہ تسمیہ:

اس معاہدے کا نام حلف الفضول اس لئے رکھا گیا کیونکہ عربوں نے اس معاہدے کو طے کرتے وقت حلف (عہد، قسمیں) اٹھائے۔[34]

علامہ سہیلی نے اس کی درج ذیل وجوہات بیان کی ہیں:

اوّل وجہ یہ ہے۔ ابن قتیبہ کے مطابق قریش نے قبیلہ جرہم کے قدیم معاہدے کی طرز پر ایک معاہدہ کیا۔ اور اس کا نام حلف الفضول رکھا۔ چونکہ قدیم جرہمی معاہدے میں جو لوگ نمایاں تھے ان کے نام فضل تھے۔ لہذا اسی وجہ سے اس جدید معاہدے کو حلف الفضول کے نام سے موسوم کیا گیا۔

وہ تین اشخاص یہ تھے:

۱۔ فضل بن فضالہ

۲۔ فضل بن وداعہ

۳۔ فضیل بن حارث

لیکن علامہ ابن زبیر کے مطابق وہ تین اشخاص یہ تھے:

۱۔ فضیل بن شراعہ

---

[32] ایضاً،

[33] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، **عہد نبوی ﷺ کا نظام حکمرانی**، (لاہور: مشتاق بک کارنر، اُردو بازار، ۲۰۱۶ء)، ۵۳

[34] **سیرت حلبیہ**، ۱: ۴۱۷

۲۔ فضل بن وداعہ

۳۔ فضل بن قضاعہ [35]

دوسری وجہ حارث بن عبد اللہ بن ابی اسامہ التمیمی کی مسند میں حلف الفضول کے بارے میں یہ روایت ہے:

"حلف الفضول میں شامل لوگوں نے اس بات پر عہد کیا تھا کہ وہ فضول (زیادہ لی ہوئی چیز) کو اس کے مالک کے حوالے کر دیں گے۔ اور ظالم کو مظلوم پر غالب آنے سے روکیں گے۔" [36]

ابن کثیر اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

ا۔ چونکہ اس کی بنیاد فضل یعنی خوبی والی باتوں پر رکھی گئی تھی۔ لہذا اس معاہدے کو حلف الفضول کا نام دیا گیا۔

۲۔ اس میں تین لوگ نمایاں تھے جن کے نام بعض راویوں کے نزدیک الفضل بن فضالہ، الفضل بن وداعہ اور الفضل بن حارث جبکہ بعض راویوں کے نزدیک الفضل بن شراعہ، الفضل بن بضاعہ اور الفضل بن قضاعہ ہیں۔ [37]

علامہ برہان الدین حلبی اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پہلی وجہ: حلف الفضول میں اس بات پر عہد کیا گیا تھا کہ وہ زبردستی چھینے گئے حق یا مال کو اس کے اصل حقدار کو واپس دلائیں گے۔

دوسری وجہ: حلف الفضول کا یہ معاہدہ قبیلہ جرہم کے اس قدیم معاہدے جیسا ہی تھا۔ جو قبیلہ جرہم کے ان تین اشخاص آپس میں کیا تھا۔ جن کا نام فضل تھا۔

تیسری وجہ: حلف الفضول میں شامل لوگوں نے اپنا مال جو کہ فاضل تھا۔ مہمانوں کی خاطر مدارت کیلئے مخصوص کیا تھا۔

چوتھی وجہ: حلف الفضول میں شامل لوگوں کے بارے میں قریش کے عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ ایک فضول معاملے میں پڑ گئے ہیں۔ [38]

---

[35] شرح سیرت ابن ہشام، ا: ۲۹۸

[36] ایضاً

[37] البدایہ والنہایہ، ترجمہ، تاریخ ابن کثیر، ۲: ۱۸۳

[38] سیرت حلبیہ، ا: ۴۱۵

عربی میں **فضل** سے مراد "حق" بھی لیا جاتا ہے۔ اور اس کی جمع "**فضول**" ہے۔ لہذا **حلف الفضول** کو یہ نام اس لئے بھی دیا گیا کہ اس سے مراد معاہدہ حقوق یا معاہدہ حفظ حقوق تھا۔[39]

"فقال قوم من قريش: هذا والله فضْل من الحلف، فسمي: حلف الفضول"[40]

معاہدے کی دفعات:

"وہ سب متحد ہو کر ظالم کے خلاف مظلوم کی حمایت کریں گے۔ یہاں تک کہ ظالم مظلوم کو اس کا حق ادا کر دے۔ اور ہم اس پر پابند رہیں گے۔ جب تک سمندر صُوف (اون) کو تر کرتا ہے۔ اور جب حرا اور ثبیر کے پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے اور معاش میں ہم ایک دوسرے کی ہمدردی کریں گے۔"[41]

"اس روز کے بعد مکّے میں کسی کا ظلم برداشت نہیں کیا جائے گا اور ہر مظلوم کی دادرسی اور ظالم کو سزا دی جائے گی۔"[42]

"جب تک دریا میں صوف کے بھگونے کی شان باقی ہے۔ ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے۔ یہاں تک کہ اس کا حق ادا کیا جائے اور معاش میں ہم (اس کی) خبر گیری و غم خواری بھی کریں گے۔"[43]

مقاصد:

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اس معاہدے کی روح عصبیت کی تہہ سے اٹھنے والی جاہلی حمیت کے منافی تھی۔"[44]

حلف الفضول میں ایک رضاکار جماعت شامل ہوئی جس کا نصب العین مکّہ معظمہ میں ہر ستم رسیدہ کی چاہے وہ مکّہ کا شہری ہو یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہو، کو انصاف دلانا تھا اور مظلوموں کی حق رسانی تک کوشش کرنا تھا۔[45]

---

[39] ابوالکلام آزاد، مولانا، **رسولِ رحمت ﷺ**(لاہور: غلام علی اینڈ سنز، پرائیویٹ لیمٹڈ، پبلشرز، س ن)، ۷۰

[40] ابی الفرض عبد الرحمٰن بن جوزی، امام، **الوفا باحوال مصطفیٰ ﷺ**، (الریاض: الموسسة السعیدیة، س ن)، ا: ۲۲۶

[41] **الروض الانف، شرح سیرت ابن ہشام**، ا: ۳۰۰

[42] **تاریخ ابن کثیر**، ۲: ۱۸۳

[43] **طبقات بن سعد**، ا: ۱۴۲

[44] مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، **الرحیق المختوم**، (لاہور: المکتبہ السلفیہ، اکتوبر ۱۹۹۶ء)، ۹۰

[45] **عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی**، ۱۱۸؛ **رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی**، ۵۲

الغرض یہ ادارہ عدل کے نفاذ کیلئے قائم کیا گیا۔[46]

زبیر بن عبد المطلب نے حلف الفضول کے بارے میں جو اشعار کہے ان سے اس معاہدے کا مقصد واضح ہوتا ہے۔

حَلَفْت لَنَعْقُدَنْ حِلْفًا عَلَيْهِمْ — وَإِنْ كُنَّا جَمِيعًا أَهْلَ دَارِ

''میں نے قسم اٹھائی کہ ہم ان (ظالموں) کے خلاف ضرور معاہدہ کریں گے۔ اگرچہ ہم تمام ہی مکّہ معظّمہ کے مقیم ہیں۔''

نُسَمّيهِ الْفُضُولَ إذَا عَقَدْنَا — يَعِزّ بِهِ الْغَرِيبُ لَدَى الْجِوَارِ

ہم اس کا نام حلف الفضول رکھیں گے۔ اس سے اجنبی مسافر بھی اپنے پناہ دینے والوں کے ہاں معزز ہو سکے گا۔

وَيَعْلَمُ مَنْ حَوَالِي الْبَيْتِ أَنّا — أُبَاةُ الضّيْمِ نَمْنُعُ كُلّ عَارِ

''بیت اللہ کے ارد گرد بسنے والا جان لے گا کہ ہم ظلم کا انکار کر دیں گے اور نقصان پہنچانے والے ہر شخص کو ہم روک دیں گے۔''

إنّ الْفُضُولَ تَحَالَفُوا، وَتَعَاقَدُوا — أَلّا يُقِيمَ بِبَطْنِ مَكّةَ ظَالِمُ

أَمْرٌ عَلَيْهِ تَعَاهَدُوا، وَتَوَاثَقُوا — فَالْجَارُ وَالْمُعْتَرّ فِيهِمْ سَالِمُ

فضول (معاہدہ کرنے والوں) نے یہ قسم اٹھائی ہے اور عہد کیا ہے۔ کہ سرزمین مکہ میں کوئی ظالم نہیں ٹھہر سکے گا۔ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس پر ان سب نے متفقہ معاہدہ کیا ہے۔ کہ پردیسی اور فقیر جو ان کے ہاں پناہ لے گا۔ وہ ہر قسم کے جور و ستم سے محفوظ ہو گا[47]۔

حلف الفضول میں شرکت کے وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک:

بعض سیرت نگاروں کے مطابق:

نبی کریم ﷺ کی عمر اس وقت بیس سال تھی۔[48]

جبکہ بعض کی رائے کے مطابق:

آپ ﷺ اس وقت ۳۵ سال کے تھے۔[49]

---

[46] ایضاً

[47] شرح سیرت ابن ہشام، ا: ۳۰۱-۳۰۰

[48] طبقات ابن سعد، ا: ۱۴۱-۱۴۲

اہمیت:

حکیم بن حزام کا قول ہے:

وَكَانَ اشرف حلف كان قطَ[50]

حلف الفضول تمام عرب میں سب سے زیادہ شرف و منزلت والا معاہدہ تھا۔[51]

رسول اللہ ﷺ بھی اس معاہدے میں ایک اہم رکن کی حیثیت سے شریک تھے۔ بلکہ اس ادارے کے رکن اعلیٰ تھے۔[52]

آپ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے اس معاہدے کی اہمیت واضح ہوتی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ وَلَوْ أُدْعَى بِهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ[53]

"عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک حلف کے وقت میں موجود تھا۔ اس کے معاوضہ میں بہت سے سرخ اونٹوں کے ملنے کو بھی میں پسند نہ کروں گا۔ اگر اس معاہدے کی رو سے اسلام میں بھی کوئی دعوی ہو تو ضرور میں اس کو قبول کروں گا۔"

"لَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ عُمُومَتِي حِلْفًا فِي دَارِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُدْعَانَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهِ حُمُرَ النَّعَمِ، وَلَوْ دُعِيتُ بِهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ"

"اگر اس معاہدہ کے بدلے مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں قبول نہ کرتا اور اگر آج بھی کوئی ایسے معاہدے کیلئے بلائے تو میں تیار ہوں۔"[54]

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "شَهِدْتُ غُلَامًا مَعَ عُمُومَتِي حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ، فَمَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِيَ حُمُرَ النَّعَمِ، وَأَنِّي أَنْكُثُهُ[55]

---

[49] **سیرت نبوی ﷺ کا عہد مکی، خطبات سرگودھا**، ۷۷

[50] **الوفا باحوال مصطفیٰ ﷺ**، ۲۲۷

[51] **شرح سیرت ابن ہشام**، ۱: ۲۹۹

[52] امیر علی، سید، **روح اسلام**،، مترجم: محمد ہادی حسین، (لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۲۰۱۱ء)، ۸۵

[53] **سیرت ابن ھشام**، ۱: ۱۳۴

[54] عزالدین ابن اثیر، **الکامل فی التاریخ**، (بیروت: دارالکتاب العربی، ۱۹۹۷ء)، ۱: ۶۴۲

"حمیدی نے سفیان سے وہ عبد اللہ سے وہ محمد اور عبد الرحمن ابن ابی بکرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب یہ حلف اٹھایا جارہا تھا تو میں بھی عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں تھا۔ اگر اسلام میں بھی کوئی شخص ایسا عہد کرنے کیلئے کہے تو میں اس کیلئے تیار ہوں۔"[56]

نبی کریم ﷺ نے حلف المطیّبین میں اپنی شمولیت کے متعلق تعریفی انداز میں فرمایا:

عن عبد الرحمن بن عوف أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "شَهِدْتُ حِلْفَ الفُضُولَ مَع عُمومَتِي وَأَنا غُلاَمٌ، فَمَا أُحِبُّ أنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ وَأنِّي نَكَثْتُه"[57]

"میں نے اپنے چچاؤں کے ساتھ جب میں لڑکا تھا حلف المطیّبین میں شمولیت کی تھی اور پس میں پسند نہیں کرتا کہ میں سرخ اُونٹوں کے بدلے میں اسے توڑ دوں۔"

قَالَ:" شَهِدْتُ حِلْفَ الْمُطَيَّبِينَ مَعَ عُمُومَتِي وَأَنَا غُلامٌ، فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ، وَأَنِّي أَنْكُثُهُ [58]

"میں اپنے چچاؤں کے ساتھ جبکہ ابھی میں نو عمر تھا حلف المطیبیب جسے حلف الفضول بھی کہا جاتا ہے میں شریک ہوا تھا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس معاہدے کو توڑ ڈالوں اگرچہ مجھے اس کے بدلے ممیں سرخ اونٹ بھی دیئے جائیں۔"

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ: "شَهِدْتُ مَعَ عُمُومَتِي حِلْفَ الْمُطَيِّبِينَ، فَمَا أُحِبُّ أَنْ أَنْكُثَهُ، وَأَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ"[59]

"میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف المطیبین (جسے حلف الفضول بھی کہا جاتا ہے) میں شریک ہوا تھا، مجھے پسند نہیں کہ میں اس معاہدے کو توڑ ڈالوں اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی دیئے جائیں۔"

مذکورہ حدیث میں حلف الفضول کو حلف المطیّبین کہنے کی دو وجوہات ممکن ہیں:

اصل میں حلف المطیّبین کا واقعہ رسول ﷺ ولادت مبارکہ سے پہلے کا ہے۔[60]

---

[55] ابو عبد اللہ الحاکم المعروف بابن البیع، **المستدرک علی الصحیحین**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰ء)، ۲: ۲۳۹، حدیث: ۲۸۷۰

[56] **شرح سیرت ابن ہشام**، ۲: ۲۹۸

[57] **الوفا باحوال مصطفیٰ ﷺ**، ۱: ۲۲۷

[58] احمد بن حنبل، الامام، **المسند**، ۳: ۱۹۳، حدیث: ۱۶۵۵

[59] البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، **الادب المفرد**، ۱: ۲۹۲، حدیث: ۵۶۷

[60] **سیرت ابن ہشام**، ۱: ۱۲۴-۱۲۶

لہٰذا ایا تو یہ لفظ روای کا داخل کیا ہوا ہے۔

حلف الفضول کو حلف المطیّبین کہنے کی دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ انہی خاندانوں کے مابین طے پایا تھا جن کے درمیان حلف المطیّبین قرار پایا تھا۔[61]

حلف الفضول جس میں رسول ﷺ نے شرکت فرمائی تھی اور عہد رسالت میں اس کی تعریف فرمائی اور قدیم حلف الطیبین میں بڑا فرق یہ تھا کہ قدیمی حلف المطیّبین عدل کیلئے معاونت اور مدد و تعاون کے معنی کا حامل نہیں تھا۔[62]

”اس کی حلف گیری کے ابتدائی جلسے میں اس نونہار نو عمر نے باوجود کم سنی کے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا جسے کچھ دونوں بعد دنیا پیغمبر اسلام ﷺ کے محترم نام سے جاننے لگی۔“[63]

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

”اس معاہدے کی اہمیت اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو آپ ﷺ کے سیرت نگار اسے دیتے ہیں۔ اس پر بحث کرنے سے پہلے یہ جتا دینا ضروری ہے۔ کہ پیغمبر اعظم و آخر ﷺ اسے بجا طور سے غیر معمولی اہم سمجھتے تھے۔ اس کی تحریک و تجویز بلاشبہ آپ ﷺ کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی تھی۔ لیکن یہ آپ ﷺ کے دل درد آشنا کی آواز تھی۔ آپ ﷺ اسے یعنی خدمت خلق ہی کو مقصد زندگی سمجھتے تھے۔ اس اعتبار سے حلف الفضول میں شرکت آپ ﷺ کی قومی زندگی (پبلک لائف) کا اولین سنگ میل ہے۔“[64]

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

”اگرچہ اس کا آغاز زبیر بن عبد المطلب نے ہی کیا تھا لیکن "رسول اللہ ﷺ نہ صرف اس میں شریک رہے بلکہ اس کا نفاذ کرنے میں بھی کارنامے انجام دیئے۔ کیونکہ کمزوروں، بیکسوں، مظلوموں اور غریب الدیار تارجروں کی فریادرسی تو قلب محمد ﷺ میں جاگزیں تھی۔“[65]

---

[61] **سیرت حلبیہ اردو**، ا: ۴۱۳

[62] اکرم ضیاء العمری، ڈاکٹر، **سیرت رحمت دوعالم ﷺ**، (لاہور: نشریات اردو بازار، ۲۰۱۷ء)، ۹۷؛ **السیرۃ النبویہ الصحیحۃ اردو**، مترجم: خدابخش کلیار

[63] **عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی**، ۱۱۸

[64] نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، **پیغمبر اعظم و آخر ﷺ**، (لاہور: فیروز سنز، ۱۹۸۸ء)، ۱۹۵

[65] **خطبات سرگودھا، سیرت نبوی ﷺ کا مکی عہد مکی**، ۶۴

حلف الفضول میں شامل نوجوان اس تنظیم کے لیے ایک ہراول دستے کی طرح تھے

رومانیہ کے وزیر کونستان ویرژیل جارج نے حلف الفضول کے بارے میں لکھا ہے۔

"حلف الفضول ایک فوج تھی جسے جوان مردوں سے ترتیب دیا جاتا تھا تاکہ کسی مظلوم کا حق ضائع نہ ہونے پائے۔ اس فوج کو بنانے کیلئے اس کے ذمہ دار کسی سے اجرت نہیں لیتے تھے۔"[66]

"حضرت محمد ﷺ نے حلف الفضول کی تشکیل سے اس امر کی نشاندہی فرمائی کہ ایک ظالم سے مظلوم کا حق حاصل کر کے اسے دینا چاہیے۔"

اگر مظلوم کا قبیلہ کمزور ہو یا اس کا قبیلہ اس کیلئے تیار نہ ہو تو لوگوں کو (حلف الفضول والوں کو) چاہیے کہ مظلوم کیلئے اپنی قربانی پیش کریں۔

"قابل تعریف اخلاقی صفات سے قطع نظر حضرت محمد ﷺ میں یہ اُمنگ پائی جاتی تھی۔ اگر اُمنگ نہ ہوتی تو آپ ﷺ ایک پیغمبر نہ ہوتے۔"[67]

رسول اللہ ﷺ کے حلف الفضول میں کردار کے بارے میں پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

اگرچہ حلف الفضول کا آغاز زبیر بن عبد المطلب کی کوششوں سے ہوا لیکن اس میں روح اس وقت ڈلی جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے نفاذ کیلئے عملی کوششیں فرمائیں۔

"آپ ﷺ کی ترغیب پر قریشی نوجوانوں کا ایک ایسا مسلح جتھہ تیار ہو گیا جو اس معاہدہ کے تحت کیے گئے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہر وقت سر دھڑ کی بازی لگانے کیلئے تیار رہتے تھے اور مکہ کے بڑے بڑے رئیسوں اور سرمایہ داروں کی مجال نہ تھی کہ ان کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔"[68]

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ نے قبائل کے سرداروں اور معاشرے کے دانشوروں کی قیام امن اور مظلوموں کے حقوق کی بحالی کی طرف رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو اسد بنو زہرہ اور بنو تمیم پر مشتمل ایک انجمن قائم ہوئی جنہوں نے امن وامان کے قیام، مسافروں کی حفاظت، غریبوں کی امداد اور مظلوموں کی حمایت کرنے کا

---

[66] کونستان ویرژیل جارج، **پیغمبر اسلام ﷺ**، مترجم: مولانا وارث علی، (کراچی: سٹی بک پوائنٹ اردو بازار، ۲۰۱۴ء)، ۴۰

[67] حوالہ ایضاً، ۴۱-۴۲

[68] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء **النبی ﷺ**، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، جون ۲۰۱۵ء)، ۲: ۱۲۸

عہد کیا۔"[69] انگلستان کا نائٹ ہڈ کا آرڈر جس کے ممبر قریباً یہی اقرار کیا کرتے تھے اس انجمن سے کئی صدیوں کے بعد قائم ہوا تھا۔[70]

"یہ معاہدہ رسول اللہ ﷺ کی فطرت سلیمہ، امن پسند طبیعت اور انصاف پسند مزاج کے عین مطابق اور آنجناب ﷺ کے دل کی آواز تھا۔"[71]

"رسول اللہ ﷺ اس وقت اگرچہ بیس سال کے نوجوان تھے۔ مگر امن و آشتی، صلح و مصالحت اور مظلوموں اور غریبوں کی حمایت و نصرت کے فطری جذبہ کے تحت جو آپ ﷺ کے اندر انگڑائیاں لے رہا تھا۔ آپ ﷺ بھی اس میں شامل ہوئے۔"[72]

کونستان ویرژیل جارج لکھتا ہے:

"بعثت سے قبل کے اقدامات کا ایک حصہ پتہ دیتا ہے کہ وہ شخص (آپ ﷺ) بلاشبہ دوسروں سے زیادہ صلاحیت رکھتا تھا۔ اور آپ ﷺ کی عقل سیاسی، اجتماعی حقوق مسائل میں ایسی چیزیں نکالتی تھی۔ کہ دوسروں کی عقل وہاں تک نہیں پہنچتی تھی۔"[73]

رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے حلف الفضول کی اہمیت واضح کرتے ہوئے۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

"ایک یہ کہ آپ ﷺ کا دل غفوان شباب میں بھی غم انسانیت سے معمور تھا اور آپ ﷺ مظلوم کی مدد اور ان کے حقوق کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے اور ہر قسم کے امتحان سے گزرنے کیلئے تیار رہتے تھے۔ نیز ان میں اپنی زندگی کی غایت مضمر دیکھتے تھے۔

دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کے دل میں ظلم کا استیصال کرنے اور مظلوم انسانیت کو ظالم لوگوں اور استحصالی قوتوں کے پنجہ استبداد سے رہائی دلانے کی تڑپ تھی تیسرے یہ کہ آپ ﷺ معاشی مساوات پر یقین رکھتے تھے۔[74]

---

[69] منصور پوری، قاضی محمد سلیمان سلمان، **رحمۃ اللعالمین ﷺ**، (لاہور: اسلامی کتب خانہ، اُردو بازار، س ن)، ۱: ۳۷

[70] حوالہ ایضاً، ۱: ۳۷

[71] محمد سعد اللہ، حافظ، **غریبوں کا والی ﷺ**، (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، دسمبر ۱۹۹۴ء)، ۱۲۶-۱۲۸

[72] ایضاً

[73] کونستان ویرژیل جارج، **پیغمبر اسلام ﷺ**، ۴۲

[74] **پیغمبر اعظم و آخر ﷺ**، ۱۹۵-۱۹۶

نبی اکرم ﷺ کی حلف الفضول شمولیت کی حکمت:

ربِّ ذوالجلال نے نبی اکرم ﷺ کی فطرت اور مزاج مبارک میں حبّ الٰہی، زہد و تقوی اور مخلوق کی ہمدرد و غمگساری کے علاوہ سیاسی بصیرت اور فہم و فراست کا جوہر شروع ہی سے ودیعت کر دیا گیا تھا کیونکہ مستقبل میں آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے عالمگیر سطح پر بڑی بڑی باطل طاغوتی اور فرعونی طاقتوں کا غرور خاک میں ملنا مقدر تھا اور حق داراوں، مظلوموں اور محرومین کی حمایت اور مدد کا فریضہ انجام دیا جانا تھا۔

حلف الفضول کے معاشرے پر اثرات:

حلف الفضول کی وجہ سے مظلوموں کو امن و سکون کی فضا میسر آئی اور حق داروں کو ان کے حقوق سے محروم رکھنے کا تصور ختم ہو گیا۔ حتی کہ اس ادارے کے قیام کے پہلے ہی سال کے اندر اس کا اتنا اثر و رسوخ قائم ہو گیا کہ اس کی طرف سے عملی مداخلت تو درکنا مداخلت کا صرف اشارہ ہی عدل و انصاف کے قیام سے کافی ہو تا تھا۔ یہ ادارہ پہلی نصف صدی کے آخر تک پوری طاقت سے قائم رہا۔[75]

"مکے والوں کو اس پر بجا طور پر فخر ہو سکتا ہے۔ کہ جس زمانے میں باقی دنیا میں لاٹھی راج کا دور دورہ تھا۔ اس وقت انہوں نے رضاکارانہ امداد مظلومین کیلئے اپنی جتھا بندی کی اور تاریخ بتاتی ہے۔ کہ انہوں نے رات کی بات دن ہوتے ہوتے بھلانہ دی۔ بلکہ ہمیشہ اس کی لاج رکھی۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کی دہائی سے ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے سرغنے تھّراتے تھے۔ خود آنحضرت ﷺ بھی زمانہ اسلام میں ہجرت سے قبل بعض وقت اس میں موَثر عملی حصہ لیتے نظر آتے ہیں۔"[76]

بلکہ اس پر فخر بھی کرتے تھے۔[77]

ایک مرتبہ اراش کے ایک شخص سے ابوجہل نے چند اونٹ خریدے لیکن قیمت کی ادائیگی سے مکر گیا۔ ایک دن وہ اراشی قریش کی مجلس میں آیا اور ابوجہل کے خلاف مدد کی درخواست کی نبی کریم ﷺ بھی اسی مسجد میں ایک طرف تشریف فرما تھے۔

---

[75] روح اسلام، ۸۵

[76] رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ۵۳

[77] عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، ۱۱۸

نبی اکرم ﷺ سے ابو جہل کی دشمنی پورے مکہ مکرمہ میں مشہور تھی لوگوں نے ازراہِ مذاق اس اراشی کو مشورہ دیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جائے صرف وہی ابو جہل کے خلاف اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اراشی اس مذاق کو سچ سمجھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مدد کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "انطلق الیہ" چل اس کے پاس چلیں۔ ان مذاق کرنے والے لوگوں نے ایک شخص کو پیچھے روانہ کیا کہ دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس اراشی کو ساتھ لے کر ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب وہ باہر نکلا تو اس کے چہرے کی حالت اتنی غیر تھی کہ جیسے خون نہ ہونے سے رنگ کالا ہو گیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو اس کا حق جو تم نے غصب کیا ہے۔ فوراً ادا کرو۔ چنانچہ ابو جہل نے اس کا حق فوراً اسے دے دیا۔

جس شخص کو لوگوں نے پیچھے بھیجا تھا۔ اس نے واپس آکر بتایا کہ میں نے عجیب بات دیکھی۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ کر ابو جہل کی حالت مردے جیسے ہو گئی اور اس نے اراشی کا حق بھی فوراً ادا کر دیا۔ لوگوں نے ابو جہل کو بڑا بھلا کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا کہ میری حالت ایک بے جان پتلے کی طرح ہو گئی تھی۔ اور میں نے ایک عجیب اونٹ دیکھا جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ اگر میں حق ادا کرنے سے انکار کرتا تو وہ اونٹ مجھے کھا جاتا۔[78]

ایک مرتبہ قبیلہ زبید کا ایک تاجر مکہ مکرمہ میں کچھ سامان تجارت کی غرض سے لایا ابو جہل نے یہ کمینی حرکت کی کہ دوسرے تاجروں کو اس زبیدی تاجر کا سامان تجارت خریدنے سے منع کر دیا۔ اور خود انتہائی گھٹیا قیمت کی پیشکش کی ابو جہل کے اثر و رسوخ کی وجہ سے کسی کو زیادہ قیمت میں مال خریدنے کی جرات نہ ہو سکی۔ مظلوم تاجر مایوس ہو کر نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی منہ مانگی قیمت پر تین اونٹ خریدے اور بد مزاج ابو جہل سے باز پرس بھی کی جس سے بات کرنے کی کسی کی جرات نہ تھی۔[79]

ایک مرتبہ قبیلہ ازد کے ایک شخص نے اپنا مال ابی ابن خلف جو کہ مکہ مکرمہ کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا کو فروخت کیا لیکن ابی بن خلف نے اپنی سرداری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے طے شدہ رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا اس مظلوم تاجر نے حلف الفضول کے ارکان سے مدد کی درخواست کی انہوں نے کہا:

---

[78] سیرت ابن ہشام، ۱: ۳۴۲

[79] بلاذری انساب الاشراف، ۱، ۲۵۸، ۲۶۱، بحوالہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیغمبر ﷺ اسلام، ۶۶

"ابی ابن خلف کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ تم حلف الفضول والوں کی طرف سے آئے ہو اور اگر وہ فوری طور پر تمہاری تسلی و تشفی نہ کرے تو پھر اسے ہمارا انتظار کرنے دو۔"

چنانچہ ابی ابن خلف نے ڈر کر فوراً رقم ادا کر دی۔[80]

حلف الفضول نہ صرف قبل از نبوت کے ایک تاریخی معاہدے کی اہمیت کا حامل ہے بلکہ آج بھی اس سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی قبل از نبوّت سیرتِ مبارکہ بھی سنّت کا درجہ رکھتی ہے۔ قرآنِ پاک میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[81]

"کہہ دو اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تمہارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ ہی تمہیں اس سے خبر دار کرتا، کیونکہ اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں، کیا پھر تم نہیں سمجھتے۔"

موجودہ دور کے ایک محقق نے رسول اللہ ﷺ کی قبل از نبوت سیرتِ مبارکہ کو احکام شریعت میں بطور دلیل کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

ان کے دلائل میں یہ مؤقف واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

"عصمتِ انبیاء قبل از نبوت تسلیم کرنے کے باوجود یہ لازم نہیں کہ ان افعال کو حجتِ شریعہ تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ اعمال و واقعات کے حجتِ شریعہ ہونے کا تعلق نبوت سے ہے نہ معصومیت سے کیونکہ معصومیت کی ایک نوع تو اطفال و مجانین کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ اعمال و واقعات قبل از نبوت کو حجت شریعہ تسلیم کرنا۔ آیت "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"[82] (سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں) کے خلاف ہے۔"[83]

---

[80] **منمق**، ۴۸-۴۷، بحوالہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **پیغمبر اسلام ﷺ**، ۶۵-۶۶

[81] یونس:۱۶

[82] النساء:۶۵

[83] عثمان احمد، پروفیسر، **حلف الفضول اور قبل از نبوت واقعات سیرت سے حکم شرعی پر استدلال کی حیثیت**، (القلم، دسمبر ۲۰۱۱ء)، ۳۶

عصرِ حاضر کے نامور سیرت نگار ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

"رسالت سے قبل احوال و اعمال اور سنن و احادیث نبوی ﷺ کی آئینی حیثیت اور دینی منزلت اس طبقے کے علماء نے اس صورت میں قبول کی ہے جب ان کا بیان زبان رسالت مآب ﷺ سے نبوّت و بعثت کے بعد کیا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں اس عصمتِ نبوی کا تحفظ اور شریعتِ اسلامی کا استناد حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ دلیل بڑی قوّی ہے۔"[84]

رسول اللہ ﷺ کا بعد از نبوت زمانہ جاہلیت کے حلف الفضول کے بارے میں نہ صرف تعریفی انداز سے فرمانا:

فَيَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أُحِبُّ أَنْ أَنْكُثَهُ وَأَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ" [85]

"پس نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کا انکار نہیں کرونگا اگرچہ مجھے اس (معاہدے کو چھوڑنے کے) بدلے سرخ اونٹ ہی کیوں نہ ملیں۔"

اور بلکہ اس بات کی خواہش فرمانا کہ:

"لقد شهدت في دار عبد الله بن جدعان حلفا لو دعيت به في الإسلام لأجبت تحالفوا أن يردّوا الفضول على أهلها ولا يعزّ ظالم على مظلوم"[86]

"میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک معاہدے میں موجود تھا۔ اسلام (آنے کے بعد) اب بھی اگر مجھے اس (جیسے معاہدے) کی دعوت دی جائے تو میں ضرور اس کا جواب دونگا (یعنی ضرور شامل ہونگا)۔ (اس معاہدے میں) لوگوں نے یہ حلف اٹھایا تھا کہ وہ اہل حق کو ان کا حق لوٹائیں گے اور مظلوم پر ظالم غالب نہیں ہوگا (یعنی نہیں ہونے دینگے)"

ایک طرف تو اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ کہ قبل از بعثت بھی آپ ﷺ نیکی اور بھلائی کے معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور دوسری طرف یہ پہلو بھی واضح کرتا۔

---

[84] محمد یسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، **قبلِ بعثت اعمال و سنن نبوی کی دینی حیثیت**، (معارف، جون ۲۰۰۹ء)، ۲: ۴۰۷، ش ۱۸۳، بحوالہ خالد محمود، **قبل از بعثت سیرت مقدسہ بطور ماخذ شریعت**، (السیرۃ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ)، ش ۲۵۲

[85] البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، **سنن الکبریٰ للبیہقی**، ۶: ۵۹۶، حدیث: ۱۳۰۸۰

[86] البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، **دلائل النبوۃ للبیہقی**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ) باب ماجاء فی حفظ اللہ، ۲: ۴۰

کہ ہر قوم کے خیر اور بھلائی والے معاملات بطور ماخذ شریعت حجت ہیں اور قابل قبول ہیں۔[87]

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان:

"وما كان من حلف في الجاهلية، فلم يزدْهُ الإسلام إلا شدة[88]"

"زمانہ جاہلیت کا کوئی بھی معاہدہ ہو، اسلام نے اسے مزید شدت سے اختیار کیا ہے۔(اسے پورا کرنے میں انتہا درجے کا وعدہ وفا کیا ہے) کا بھی یہی مفہوم ہے:

ان تمام ارشادات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حلف الفضول کی طرح کے معاہدات نہ صرف جائز ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہیں۔ کیونکہ اسلام کا مقصد ہی امن و سلامتی کے پیغام کو دنیا میں نافذ کرنا اور مظلوموں کی مدد کرنا ہے۔

تجاویز:

معاشرے میں مظلوم، محکوم اور محروم افراد کیلئے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے قیام امن کیلئے کوششیں کرنا
- مسجد کمیٹیوں کا دائرہ کار وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ ان کمیٹیوں کا کام صرف مسجد کا نظم و نسق ہی نہ ہو بلکہ اہلِ محلہ کے مسائل بھی ان کی ترجیحات میں شامل ہوں۔ اس مقصد کیلئے ہفتے میں ایک دن متعین کیا جاسکتا ہے۔
- اگرچہ مسلم معاشرہ کے اندر انصاف کی فراہمی عدلیہ کا کام ہے لیکن چونکہ عام طور پر معاشروں کے اندر غریب اور مجبور و بے کس افراد کا ہی استحصال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عدالتوں کے مصارف ان کی رسائی سے باہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر حلف الفضول کی طرز پر اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے جن میں مختلف طبقاتِ معاشرہ سے تعلق رکھنے والے بااثر افراد طامل ہوں جو مظلوموں کی دادرسی اور ظالموں کا آہنی پنجہ کاٹ سکیں۔ تو بے شمار مسائل عدالت تک پہنچنے سے پہلے ہی حل ہو جائیں اور مظلوموں کو سستا اور فوری انصاف مہیاّ ہو سکے۔ خاص طور پر وکلا، جج اور عدلیہ سے متعلق افراد ایسی تنظیمیں اور ادارے قائم کر سکتے ہیں۔ تاکہ عوام الناس میں قانون کی پابندی کا شعور بیدار اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیا جاسکے۔ غریب مظلوم افراد تک انصاف کی

---

[87] خالد محمود، **آرٹیکل قبل از بعثت سیرت مقدسہ بطور ماخذ شریعت**، (السیرۃ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ)، ش ۲۵۲

[88] الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، **جامع البیان عن تاویل القرآن**، (موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ)، ۸: ۲۸۱۔ تفسیر النساء، ۳۳

فراہمی کو آسان بنایا جاسکے۔ اور مفت قانونی امداد کی فراہمی ممکن ہوسکے۔ نیز لڑائی جھگڑوں کے معاملات میں فریقین کے درمیان صلح کروائی جاسکے

- وہ ممالک جن میں مسلمان اقلیت میں ہیں اور مظلومانہ زندگی بسر کر رہے ہیں، وہاں اس قسم کے اداروں کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔
- حلف الفضول سے رہنمائی لے کر مسلم اُمّہ عالمی دہشتگردی کے خلاف جمع ہو کر عالمگیر امن قائم کر سکتی ہے۔